میرا سفر

علی سردار جعفری

پہلی بات : زندگی کسی نہ کسی شکل میں زمین پر باقی رہتی ہے۔ بیج زمین پر گرتا اور اس سے ایک درخت پیدا ہوجاتا ہے۔ اس درخت میں شاخیں پھوٹتی ہیں، پھول اور پھل پیدا ہوتے ہیں۔ انھی پھلوں کے بیج دوبارہ زمین میں دب کر نئے پودوں اور درختوں میں بدل جاتے ہیں۔ ذیل کی نظم میں اسی تصور کو شاعرانہ ڈھنگ سے بیان کیا گیا ہے۔

جان پہچان : ترقی پسند شاعر علی سردار جعفری ۲۹ر نومبر ۱۹۱۳ء کو بلرام پور (یوپی) میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے دہلی، لکھنؤ اور علی گڑھ میں تعلیم حاصل کی اور اُردو، فارسی اور انگریزی ادب کا گہرا مطالعہ کیا۔ وہ اپنے زمانے کی مشہور ترقی پسند ادبی تحریک کے علمبرداروں میں سے تھے۔ انھوں نے کئی رسالوں اور اخباروں میں کام کیا اور ممبئی سے 'گفتگو' نامی ایک ادبی رسالہ بھی جاری کیا۔ سردار جعفری نے ابتدا میں افسانے لکھے مگر پھر وہ شاعری کے میدان میں آ گئے۔ 'پتھر کی دیوار'، 'ایک خواب اور'، 'پیراہنِ شرر' اور 'لہو پکارتا ہے' ان کی شاعری کے اہم مجموعے ہیں۔ وہ اچھے نثر نگار بھی تھے۔ 'ترقی پسند ادب'، 'لکھنؤ کی پانچ راتیں'، 'پیغمبرانِ سخن'، 'اقبال شناسی' وغیرہ اُردو نثر میں ان کے مضامین پر مشتمل کتابیں ہیں۔ اپنی ادبی اور سماجی خدمات کے عوض انھیں 'گیان پیٹھ ایوارڈ'، 'اقبال سمان' اور 'پدم شری' جیسے اعزازات سے نوازا گیا۔ یکم اگست ۲۰۰۰ء کو ممبئی میں ان کا انتقال ہوا۔

6SIDKH

پھر اک دن ایسا آئے گا
اک کالے سمندر کی تہہ میں
کلیوں کی طرح سے کھلتی ہوئی
پھولوں کی طرح سے ہنستی ہوئی
ساری شکلیں کھو جائیں گی
سب راگنیاں سو جائیں گی
بے جانے ہوئے، بے سمجھے ہوئے
ہر چیز بھلا دی جائے گی
یادوں کے حسیں بُت خانے سے
ہر چیز اُٹھا دی جائے گی
لیکن میں یہاں پھر آؤں گا
بچوں کے دہن سے بولوں گا
چڑیوں کی زباں سے گاؤں گا

جب بیج ہنسیں گے دھرتی میں
اور کونپلیں اپنی اُنگلی سے
مٹی کی تہوں کو چھیڑیں گی
میں پتّی پتّی ، کلی کلی
اپنی آنکھیں پھر کھولوں گا
سرسبز ہتھیلی پر لے کر
شبنم کے قطرے تولوں گا
سُوکھے ہوئے پتّوں سے میرے
ہنسنے کی صدائیں آئیں گی
دھرتی کی سنہری سب ندیاں
ہستی سے مری بھر جائیں گی
میں ایک گریزاں لمحہ ہوں
ایام کے افسوں خانے میں
میں ایک تڑپتا قطرہ ہوں
مصروفِ سفر جو رہتا ہے
ماضی کی صراحی کے دل سے
مُستقبل کے پیمانے میں
میں سوتا ہوں اور جاگتا ہوں
اور جاگ کے پھر سو جاتا ہوں
صدیوں کا پرانا کھیل ہوں میں
میں مر کے امر ہوجاتا ہوں

خلاصہ : یہ ایک استعاراتی نظم ہے۔شاعر نے اس نظم میں مختلف استعاروں کے ذریعے زندگی کے سفر کو بیان کیا ہے۔شاعر کہتا ہے کہ ایک دن ہر چیز موت کے اندھیرے میں گم ہوجائے گی۔موت کے بعد ہر چیز کو بھلا دیا جائے گا مگر زمین پر زندگی ختم نہیں ہوگی۔زمین پر بیج نمو پاتے رہیں گے،کلیاں کھلتی رہیں گی، ہرے بھرے پتوں پر شبنم گرتی رہے گی، پھول مسکراتے رہیں گے، بچے گیت گاتے رہیں گے، پرندے چہچہاتے رہیں گے، دریا بہتے رہیں گے کیونکہ زندگی کا قطرہ ماضی کی صراحی کی تہہ سے مستقبل کے پیمانے کی طرف سفر کرتا ہی رہے گا۔جیسے کہ ایک بیج زمین سے اُگ کر نئے نئے پودے، پھول، پھل اُگاتا رہتا ہے۔

معانی و اشارات

کالا سمندر	-	مراد موت
دہن	-	منہ
گریزاں	-	واپس جاتا ہوا
ایام کے افسوں خانے میں	-	مراد دنیا میں جہاں دن رات آتے جاتے ہیں
ایام	-	یوم کی جمع، دن
افسوں خانہ	-	جادو کا گھر
اَمَر	-	کبھی نہ مرنے والا

مشق

* سردار جعفری کے حوالے سے ذیل کی سرگرمیاں مکمل کیجیے۔

*
علی سردار جعفری شخصیت

جائے پیدائش	نام	پہچان	جائے وفات
....	....	....	....

* علی سردار جعفری کو ملے ہوئے انعامات

* علی سردار جعفری کی تخلیقات

شعری | نثری

....

* سبق کے حوالے سے سرگرمیاں مکمل کیجیے۔

۱۔ 'کالے سمندر' سے شاعر کی مراد ہے ←

۲۔ 'کالے سمندر' میں ختم ہوجانے والی چیزیں ←

۳۔ نظم سے متضاد الفاظ کی دو جوڑیاں ←

۴۔ نظم سے ہم معنی الفاظ کی دو جوڑیاں ←

ذیل کی سرگرمیوں کو مختصراً مکمل کیجیے۔

* نظم 'میرا سفر' میں مذکور زمانہ حال کے بارے میں لکھیے۔

* 'صدیوں کے پرانے کھیل' کی وضاحت کیجیے۔

* اس نظم کے استعارے تلاش کر کے لکھیے۔

* درج ذیل لفظوں کے متضاد الفاظ نظم میں تلاش کیجیے :

ماضی، سفید، نیا، آکاش، مسجد، خار

* درج ذیل اشعار کی تشریح کیجیے :

میں سوتا ہوں اور جاگتا ہوں
اور جاگ کے پھر سو جاتا ہوں
صدیوں کا پرانا کھیل ہوں میں
میں مر کے امر ہوجاتا ہوں

* 'ایک پھول کی آپ بیتی' عنوان پر پندرہ سطروں کا مضمون لکھیے۔

* ہما اور رخ جیسے فرضی پرندوں کے بارے میں مشہور واقعات معلوم کر کے اپنے ہم جماعت ساتھیوں کو سنائیے۔

استعارہ

ذیل کے مصرعوں کو پڑھ کر ان پر غور کیجیے۔

ع : دل کی دنیا میں تو میں تجھ کو بہت ڈھونڈ چکا
ع : جیون کی گنگا ہے گہری
ع : یادوں کے حسیں بت خانے سے
ع : روشنی صبحِ وطن کی ہے کہ ماتم کا غبار

ان مصرعوں میں 'دل کی دنیا، جیون کی گنگا، یادوں کے حسیں بت خانے، ماتم کا غبار' کی اضافتیں آئی ہیں۔ ان میں دل کو دنیا، جیون کو گنگا، یادوں کو بت خانے اور ماتم کو غبار کہا گیا ہے۔ اگر دل کو دنیا جیسا، جیون کو گنگا کی طرح، یادوں کو بت خانے جیسا اور ماتم کو غبار کی مانند کہا جاتا تو اس میں ایک چیز کو دوسری چیز کی طرح بتایا جاتا اور یہ تشبیہہ کہلاتے مگر یہاں حروفِ تشبیہہ (جیسا، طرح، مانند وغیرہ) استعمال نہیں کیے گئے ہیں۔ ایک چیز کو دوسری چیز ہی کہہ دیا گیا ہے یعنی دل دنیا کی طرح نہیں بلکہ اپنے آپ دنیا ہی ہے۔ اس طرح حروفِ تشبیہہ کے بغیر ایک چیز کو دوسری چیز کہہ دینا **'استعارہ'** کہلاتا ہے۔ اس میں مشبہ بہ اور مشبہ کو مستعار لہٗ اور مستعار منہٗ کہتے ہیں۔ اس طرح ایک چیز کو دوسری چیز کہنے کی کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے جو دو چیزوں کو ملاتی ہے۔

زندگی

تو اِسے پیمانۂ امروز و فردا سے نہ ناپ
جاوداں، پیہم دواں، ہر دم جواں ہے زندگی

زندگانی کی حقیقت کوہکن کے دل سے پوچھ
جوئے شیر و تیشہ و سنگِ گراں ہے زندگی

بندگی میں گھٹ کے رہ جاتی ہے اک جوئے کم آب
اور آزادی میں بحرِ بیکراں ہے زندگی

قلزمِ ہستی سے تو اُبھرا ہے مانندِ حباب
اِس زیاں خانے میں تیرا امتحاں ہے زندگی

۱۔ 'پیمانۂ امروز و فردا' کی وضاحت کیجیے۔
۲۔ کوہکن اور جوئے شیر کے متعلق مشہور واقعہ معلوم کر کے دس سطروں میں لکھیے۔
۳۔ جواں، گراں جیسے یکساں آواز والے الفاظ لکھیے۔
۴۔ دیے ہوئے شعروں میں سے وہ شعر لکھیے جو نظم 'میرا سفر' کے مضمون سے ملتا جلتا ہے۔
۵۔ اس نظم کے شاعر کا نام تلاش کر کے لکھیے۔

اشتہار کا نمونہ

انجمن فروغِ اُردو، مہاراشٹر اور
خدمت خلق آرگنائزیشن آف انڈیا کے زیرِ اہتمام

بتاریخ
۱۸ نومبر تا ۲۵ نومبر ۲۰۱۴ء
صبح ۹ بجے سے رات ۸ بجے تک

بمقام
مولانا آزاد میدان،
باغ چوک، غالب آباد

- شہر میں اب تک کا سب سے بڑا کتاب میلہ
- تاریخی، مذہبی، ادبی اور تفریحی کتابیں
- ادبِ اطفال پر کتابوں کا بہترین ذخیرہ
- ہر کتب فروش کی جانب سے خصوصی رعایت
- ملک بھر کے معتبر ناشرین اور کتب فروشوں کی شمولیت
- سوانح، مجموعۂ کلام، ناول، افسانے اور دیگر اصنافِ ادب کا نادر خزانہ
- اُردو زبان کے علاوہ دیگر زبان کی کتابیں بھی دستیاب
- ادبی اور ثقافتی سرگرمیاں اس کتاب میلے کی اہم خصوصیت ہوں گی۔

رابطہ

الــــــــف	ســــــیــــــن	جــــــیــــــم